پروفیسر مقبول احمد صاحب قاضی

درسِ قرآن

نام:۔ آیت نمبر ۴۱ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً وان اوھن البیوت بیت العنکبوت سے ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول:۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں اس سورۃ کے زمانہ نزول کے بارہ میں تین اقوال نقل کئے ہیں۔

۱۔ تمام سورۃ مکی ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت حسن رحمہ اللہ، عطاء اور جابر بن عبداللہ کا قول ہے۔

۲۔ تمام مدنی ہے۔ حضرت قتادہ اور حضرت ابن عباس کا ایک قول ہے۔

۳۔ پہلی دس آیات مدنی ہیں اور باقی سورت مکی ہے۔ حضرت ابن عباس اور قتادہ کا ایک قول یہ بھی ہے۔ ان کے علاوہ یحییٰ بن سلام کا بھی یہ قول ہے۔

ایک چوتھا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ یہ سورۃ مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔

ان تمام اقوال میں سے قوی اور صحیح ترین قول یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ پہلی دس آیات کے سوا تمام تر مکی ہے۔ لیکن مکہ میں اس کا زمانہ نزول کیا ہے؟ اس بارہ میں تقریباً سبھی مفسرین اور ماہرینِ علوم القرآن کا خیال ہے کہ یہ سورۃ مکہ کے بالکل آخری [illegible] میں نازل ہوئی چنانچہ علامہ سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس بارہ میں تصریح فرمائی ہے کہ سورۃ مؤمنون مکہ میں نازل ہونے والی تمام سورتوں میں سے آخری سورت ہے اور سورۃ عنکبوت اس سے پہلے نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ عنکبوت اگر مکہ میں نازل ہونے والی آخری سورۃ نہیں تو کم از کم آخری سورتوں میں سے ضرور ہے۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ اس سورت کی تمام آیات مکہ میں یا مکی زندگی کے آخری دور میں ہی نازل ہوئی ہیں، اس سورۃ میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جن کے بارہ میں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی مکی

زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئیں، سورت کی آیت نمبر ۸ جس میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اس کے متعلق حدیث میں صراحت موجود ہے کہ یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، کے بارہ میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ، نے اسلام قبول کیا اور ان کی والدہ ماجدہ حمنۃ بنت ابی سفیان نے دھمکی دی کہ اگر تو نے ترکِ اسلام نہ کیا تو میں بھوکی اور پیاسی رہوں گی تا آنکہ اسی حالت میں مری موت واقع ہو جائے اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ اے امی جان اللہ تعالےٰ آپ کو ایک نہیں اگر سو جانیں بھی عطاء فرمائے اور سو دفعہ ہی آپ پہ موت واقع ہو جائے تو میں دین اسلام کبھی بھی ترک نہ کروں گا۔ یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ مسلم ابوداوُد نسائی ترمذی اور مسند احمد میں مذکور ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاص (ابو وقاص کا نام مالک تھا) کے متعلق تمام کتب سیر و تاریخ میں صراحتاً یہ بات لکھی ہے کہ آپ ان چند ایک خوش قسمت اصحاب میں سے ہیں جو سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ خلاصہ تہذیب الکمال میں ہے کہ کان سابع سبعۃ فی الاسلام۔ آپ ساتویں مسلمان ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر قبول اسلام کیا۔ مورخ طبری نے لکھا ہے کہ اسلام کی خاطر سب سے پہلے جو دشمن کا خون بہایا گیا وہ سعد بن ابی وقاص کے ہاتھوں بہا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت ووصینا الانسان الایۃ کا نزول حضرت سعدؓ کے اسلام لانے کے واقعہ سے متعلق ہے اور آپ اولین اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں اس لیے یہ آیت آپ کی مکی زندگی کے آخری دور میں نہیں بلکہ بالکل آغاز میں نازل ہوئی۔

اسی طرح اس کی پہلی آیت بھی صحیح قول کے مطابق مکہ میں نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی۔ تفسیر معالم التنزیل میں حضرت مقاتل رحمہ اللہ کا یہ قول منقول ہے کہ جب جنگ بدر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کا غلام مھجع بن عبداللہ شہید ہوا اور جنگ بدر کا مسلمانوں میں سے پہلا شہید ہونے والا یہی شخص تھا تو اس کی بیوی اور والدین نے بہت غم کیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سید الشہداء مھجع بن عبداللہ وھو اول من یدعی الی باب الجنۃ من ھذہ الامۃ اس پر سورت عنکبوت کی پہلی آیات نازل ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا نزول مدینہ میں ہوا۔ لہٰذا سورت عنکبوت کا اگرچہ زیادہ تر حصہ ہجرت سے ذرا پہلے نازل ہوا ہے۔ تاہم اس میں مکہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہونے والی اور مدینہ میں

میں مدینہ میں نازل ہونے والی آیات مرقوم ہیں۔ اس لیے ان کا تفصیلی ذکر کرنے کا موقعہ نہیں اس سلسلہ میں علوم القرآن کی تمام تر کتب دیکھی جاسکتی ہیں۔ خصوصاً علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی تصنیف الاتقان میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

مولانا مودودیؒ کی رائے:۔ عہدِ حاضر کے عظیم مفکر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم و مغفور اس بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے کہ سورۃ عنکبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئی ہے۔ بلکہ آپ کا خیال ہے کہ یہ سورت ہجرتِ حبشہ کے موقع پر نازل ہوئی جو کہ آپ کی مکی زندگی کا درمیانی عرصہ ہے۔ مولانا مرحومؒ نے اکابر مفسرین جن میں بعض صحابہ کبار بھی شامل ہیں کی اس رائے سے اختلاف کیا ہے کہ سورۃ عنکبوت مکہ میں نازل ہونے والی آخری سورت ہے مولانا مرحوم فرماتے ہیں کہ ان مفسرین کرام نے یہ بات اس لیے کی ہے کہ انہوں نے اس میں بعض ایسی آیات دیکھیں جن میں ہجرت کا اشارہ پایا جاتا ہے لہٰذا انہوں نے فیصلہ دے دیا کہ یہ سورت ہجرت سے تھوڑا عرصہ قبل نازل ہوئی ہے۔ مولانا مرحوم کی رائے میں ہجرت کا یہ اشارہ ہجرت کبریٰ کی طرف نہیں بلکہ اس سے مراد ہجرتِ حبشہ ہے۔ اسی طرح مولانا مرحوم نے بھی فرمایا ہے کہ ان کی رائے میں جن مفسرین کرام نے سورۃ عنکبوت میں منافقین اور جہاد کا ذکر دیکھ کر یہ فتویٰ دیا ہے کہ سورۃ عنکبوت کی پہلی آیات مدنی ہیں ان کا یہ فتویٰ درست نہیں۔ کیونکہ بقول مولانا مرحوم اس سورۃ سے منافقین سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں جو کہ مشرکین مکہ کی ایذاء رسانی کے خوف سے اسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اس سے مراد وہ منافقین نہیں ہیں جو مدینہ میں پائے جاتے تھے مگر ہماری رائے میں مولانا محترم کی یہ سب باتیں قرینِ حقیقت نہیں ہیں اولاً اس لیے کہ کسی بھی قابلِ ذکر مفسر نے اس سورت کا تعلق ہجرتِ حبشہ سے ظاہر نہیں کیا۔ اور غالباً یہ وہی وجہ ہے کہ مرحوم نے اپنے قول کی تائید میں کسی کا ارشاد بھی نقل نہیں فرمایا۔ اگر کوئی ایسا قول ہوتا تو آپ ضرور اس کا حوالہ دیتے۔

اسی طرح پہلی دس آیات کے مدنی ہونے کا جس طرح آپ نے انکار فرمایا ہے وہ بھی ایک بہت بڑی جسارت ہے، سابقون اولون جن میں، حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص جیسے بزرگ ترین صحابہ شامل ہیں ان پر نفاق کا فتویٰ لگانا کچھ مستحسن معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نفاق سراسر کذب ہے ان المنافقین لکاذبون